اللہ اور اس کے رسول کی محبت دل میں آ جائے۔

اگر آپ دونوں دوست دین کا کام بھی کرتے ہیں' اسلامی کتب اور قرآن مجید کا باقاعدہ مطالعہ بھی کرتے ہیں' پھر بھی اپنی کسی عادت بد پر قابو پانے میں کامیاب نہیں ہوتے' تو اس کے علاج کے لیے آپ درج ذیل باتوں کو سامنے رکھیں' اور جن پر عمل کرنا ہے ان پر عمل کریں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں انھی کاموں سے روکا ہے جن سے رکنا ہمارے اختیار میں ہے۔ اس لیے کہ وہ ہمیں کسی ایسی بات کا حکم نہیں دے گا جو ہمارے اختیار سے باہر ہو' جس سے رکنا ہمارے بس میں نہ ہو۔ یہ یقین ضروری ہے۔

۲۔ دوسری بات جس کا اچھی طرح سمجھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ جہاں اپنے اختیار سے کچھ کرنا یا نہ کرنا ضروری ہو' وہاں کوئی ایسا نسخہ نہیں کہ اپنا اختیار استعمال کر کے اور عمل کر کے رک جانے کے علاوہ بھی رک جانا ممکن ہو۔ اس لیے کہ سارا اجر و ثواب تو اسی اختیار کے استعمال پر ہے۔ گناہ کی ترغیب اور خواہش ختم ہو جائے تو پھر آزمائش کیسے ہوگی۔ پھر تو ہم فرشتے ہو جائیں گے' انسان نہیں رہیں گے۔ اپنی قوت ارادی سے اپنا اختیار استعمال کرنے کا کوئی بدل نہیں' یہ آپ نہ کریں تو کوئی چیز آپ کی مدد نہیں کر سکتی۔ یہ آپ کریں تو اللہ' فرشتے' دعائیں اور بہت سی تدابیر آپ کی قوت ارادہ اور استعداد عمل کو مضبوط بنانے میں آپ کی مدد کریں گے۔

۳۔ تیسری بات یہ ہے کہ سارے اعمال کا محرک تو ارادہ ہے اور ارادہ دل میں پیدا ہوتا ہے اور وہیں سے اپنا کام کرتا ہے۔ یہ ارادہ آپ کے خیالات کا تابع ہوتا ہے۔ اچھے اور پاکیزہ خیالات دل پر طاری ہو گئے تو نیک ارادے مضبوط ہوں گے۔ برے اور غلیظ خیالات دل میں غالب ہوں گے' تو نیک ارادے کمزور اور بد ارادے مضبوط ہوں گے۔

۴۔ برے خیالات کو دل میں آنے سے بھی آپ نہیں روک سکتے' اس لیے کہ یہ آپ کے اختیار میں نہیں۔ ان کو لڑ بھڑ کر بھی اپنے دل سے نہیں نکال سکتے اس لیے کہ جتنا آپ برے خیالات کی طرف توجہ دیں گے وہ قائم اور مضبوط ہوں گے۔

۵۔ اس لیے برے خیال کو آپ دروازے ہی پر روک دیں' داخل ہوتے ہی روشنی کا سوئچ آن کر دیں۔ اندھیرے فرار ہو جائیں گے۔ یہ دروازے کا پہرے دار اور روشنی کا منبع اللہ کی یاد ہے۔ وہ میرے ساتھ ہے' یہاں موجود ہے' مجھے دیکھ رہا ہے۔ اس کے سامنے حاضر ہو کر اس خیال کو راہ دینے یا اس پر عمل کرنے کا مواخذہ ہو گا' اس مواخذہ کا تصور بھی دل میں لایئے۔ مزید ممکن ہو تو خاموشی سے' پورے دل سے' مگر بڑی تیزی سے اللہ اللہ' اللہ میرے رب' اللہ تیرا شکر' اللہ اپنی پناہ میں رکھ' اس کا بڑی تیزی سے ورد شروع کر دیں' اتنی تیزی سے کہ دل میں اور کچھ گھسنے نہ پائے۔

۶- ان چیزوں سے بچیں جو اس مخصوص غلط خواہش کو تقویت دیتی ہوں، جو آپ کو گناہ میں مبتلا کرتی ہوں۔ مثلاً پاکیزہ چیزیں پڑھیں، نگاہ کی حفاظت کریں۔ عموماً لوگوں کے سامنے رہیں۔ جب آپ خود جانتے ہیں کہ اکٹھے ہوتے ہیں تو عادت نہیں چھوٹتی، علیحدہ ہوتے ہیں تو مسئلہ ٹھیک رہتا ہے، تو پھر آپ علیحدہ کیوں نہیں رہتے۔ دوسرے ساتھی سمجھتے ہوں کہ آپ آپس میں ناراض ہیں تو سمجھا دیں۔ دوسروں کے سامنے آپ بڑے تپاک سے ملیں، تنہا نہ ہوں۔ یہ علیحدہ رہنا آپ کے اختیار میں ہے۔

۷- اس کے بعد بھی گناہ ہو سکتا ہے، بار بار ہو سکتا ہے۔ بس فوراً ہی استغفار کریں، توبہ کریں، روئیں، گڑگڑائیں اور ندامت کے آنسوؤں سے اس داغ کو دھو دیں جو گناہ کے نتیجے میں دل پر پڑ جاتا ہے۔ ساتھ ہی اپنے اوپر نفلی عبادات (نوافل، روزے) اور صدقات کا کوئی جرمانہ بھی عائد کر لیں۔

۸- یہ خیال دل سے نکال دیں کہ کوئی ایسا عمل صالح یا وظیفہ پایا جاتا ہے جو آپ کے دل سے دنیا کی محبت ختم کر دے، گناہ کی کشش اور خواہش ختم کر دے اور اپنے ارادے کو اور کوشش کو استعمال کر کے گناہ سے بچنے کی جو ذمہ داری اللہ نے آپ پر ڈالی ہے اس ذمہ داری سے آپ کو بری کر دے۔ دنیا کی محبت اور گناہ کی خواہش تو اللہ نے آپ کے اندر رکھی ہے۔ یہی آپ کے لیے بلندی درجات کا بھی ذریعہ ہے اور اسفل السافلین میں جانے کا بھی۔ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا - قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا (الشمس)

میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ اللہ آپ کی مدد کرے۔ اس کی مدد کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا لیکن وہ مدد انھی کی کرتا ہے جو اس کی طرف رخ کریں اور اپنی سی کوشش کریں۔ (خ-م)

چہرے کا پردہ

> ایک مسئلہ جو اکثر کشیدگی کا سبب بنتا ہے وہ پردہ کا مسئلہ ہے۔ ایک ہی تنظیم میں مختلف اکابرین متضاد نقطۂ نظر پیش کرتے ہیں جس سے الجھن پیدا ہوتی ہے۔ کچھ دن ہوئے ڈاکٹر کمال ہلباوی صاحب نے ایک اجتماع سے خطاب کیا جس میں خواتین پیچھے پردے میں تھیں تو انھوں نے فرمایا کہ یہ طریقہ درست نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایسا نہیں ہوتا تھا۔ اسی قسم کا اظہار ایک دوسرے اجتماع میں ڈاکٹر درش نے بھی کیا۔ یہ نقطۂ نظر رکھنے والے لوگ آپ کے متعلق بھی کہتے ہیں کہ آپ بھی یہی رائے رکھتے ہیں، جب کہ دوسرے لوگ جو کہ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی تحریروں اور ان کے خیالات کو پیش کرتے ہیں تو ان کے متعلق یہ لوگ کہتے ہیں کہ مولانا پاک و ہند کے معاشرتی ماحول سے متاثر ہیں۔

چہرے کے پردے کا مسئلہ ایک اختلافی مسئلہ ہے۔ ایک تنظیم میں، جو دین کے غلبے کے وسیع تر مقصد کے لیے بنی ہو، ایک اختلافی مسئلے پر مختلف اور متضاد رائے رکھنے والے لوگ جمع ہو سکتے ہیں، اور انھیں جمع ہو جانا چاہیے۔ تنظیم تو ایک وسیع چیز ہے، ایک مسلک میں مختلف و متضاد آرا والے لوگ جمع

ہو سکتے ہیں اور ہوئے ہیں۔ کئی مسائل میں امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف و محمد کی رائے بالکل متضاد ہے۔ مگر تینوں حنفی فقہ کے امام ہیں۔ یہ اختلاف کشیدگی کا سبب کیوں بنے؟ اس کی وجہ صرف یہ ہوتی ہے کہ ہر ایک صرف اپنی رائے کو درست سمجھتا ہے' محتمل بالخطا بھی نہیں سمجھتا اور دوسری رائے کو غلط اور خطا سمجھتا ہے۔ اس میں شدت سے کشیدگی پیدا ہوتی ہے۔

اگر ڈاکٹر کمال ھلباوی اور شیخ درش جیسے لوگ یہ کہیں کہ خواتین کا پردے کے پیچھے بیٹھنے کا "طریقہ درست نہیں"، تو انتہائی تعجب کی بات ہے۔ یہ دلیل کہ حضورؐ کے زمانے میں ایسا نہیں ہوتا تھا' انتہائی کمزور دلیل ہے۔ بے شمار کام جو حضورؐ کے زمانے میں نہیں ہوتے تھے' خلفائے راشدین سے لے کر آج تک ہو رہے ہیں۔ جب تک کسی چیز کے کرنے یا نہ کرنے کے لیے نص نہ ہو' اس وقت تک کوئی چیز صرف اس لیے نادرست نہیں ہو سکتی کہ حضورؐ کے زمانے میں نہیں ہوئی ہے' نہ اس لیے کرنا ضروری ہو سکتی ہے کہ حضورؐ کے زمانے میں ایسے ہوتی تھی۔

جو مولانا مودودی کی رائے کو پاک و ہند کے معاشرتی ماحول سے متاثر قرار دیتے ہیں' ان کا علم بڑا محدود اور ناقص ہے۔ یمنیوں میں' ترکوں میں' آج کل بھی مشرق وسطیٰ میں سلفیوں میں' چہرے کے پردے کا اہتمام رہا ہے یا ہے اور اجتماعات بھی الگ الگ ہوتے ہیں۔ اس دلیل پر تو ہمارے مغربی کرم فرما سارا سرمایہ فقہ ہی دریا برد کرنا چاہتے ہیں کہ یہ دور ملوکیت کی پیداوار ہے۔ پھر مشترک اجتماع اور چہرہ کھلا رکھنے کے اجتہاد کو بھی مغربی تہذیب کا اثر قرار دیا جا سکتا ہے حالانکہ اس کے دلائل قرآن و سنت میں موجود ہیں۔

اسی طرح یہ سمجھنا کہ جو چہرہ نہیں ڈھانکتیں وہ کسی معصیت کا ارتکاب کرتی ہیں' یا حجاب کے اہتمام کے ساتھ مخلوط اجتماع غلط ہے' وہ بھی صحیح نہیں۔ پردہ ڈال کر الگ اجتماع کیا جائے تو وہ بھی صحیح ہے' مسجد نبویؐ میں اجتماع نماز کی طرح کا مشترک اجتماع کیا جائے تو وہ بھی صحیح ہے۔ یہ افراد' تنظیم' معاشرتی حالات اور موقع و حالات پر منحصر ہے۔

میں چہرے کے پردے کی رائے کو راجح سمجھتا ہوں' الگ الگ اجتماع کو پسندیدہ سمجھتا ہوں لیکن مغرب کی دنیا میں' اگر عورتیں حجاب کا اہتمام کریں' تو اس میں کوئی ہرج نہیں سمجھتا کہ مرد مقرر ان سے بغیر پردہ ڈالے خطاب کرے یا مشترک اجتماع ہو' خصوصاً اگر تعلیمی ضرورت یا وقت کی قلت کی وجہ سے ایسا ضروری ہو۔